مولانا سید ابومعاویہ ابوذر بخاری رحمۃ اللہ علیہ

نعت

(مع حواشی وتوضیحات)

جانشینِ امیر شریعت حضرت مولانا سید ابومعاویہ ابوذر بخاری رحمۃ اللہ علیہ ایک متبحر عالم دین، فصیح البیان خطیب، ماہر علم الانساب واسماء الرجال، محقق سیرت وتاریخ ہونے کے ساتھ ساتھ قادرالکلام شاعر بھی تھے۔ آپ نے شاعری میں مولانا عظامیؒ اور جگر مرادآبادیؒ سے اصلاح لی۔ ذیل کی طویل نعت ۱۷/اشعار پر مشتمل ہے جو نعتیہ ادب میں شاہکار کی حیثیت رکھتی ہے۔ مولانا ابوذر بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ان اشعار میں بعض احادیث کا مفہوم نہایت مہارت سے سمویا ہے۔ حضرت کے ایک رفیقِ فکر مولانا عبدالحق چوہان رحمۃ اللہ علیہ (سابق امیر مجلس احرار اسلام) نے ۲۱/اشعار میں احادیث کی تخریج کر کے لطف دوبالا کر دیا ہے۔ بعض حواشی نامکمل تھے جنھیں مفتی نجم الحق اور مفتی صبیح ہمدانی نے نظر ثانی کر کے احادیث اور ان کا ترجمہ بھی ساتھ نقل کر دیا ہے۔ اصل مسودے کا عکس مولانا عبدالحق نے اپنے ایک عزیز مولانا فقیراللہ (رحیم یار خان) کو عنایت فرمایا تھا، ان کے شکریے کے ساتھ اب یہ نعت تحقیق وتخریج اور حواشی کے ساتھ نذر قارئین ہے۔ (مدیر)

أعوذ باللّٰہ من الشیطن الرجیم. بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم. نحمده ونصلّي علی رسوله الکریم

آغازِ نعت: بر ساعتِ دو بر چہل و دو دقیقہ بہ مؤرخہ: ۱۵/محرّم الحرام ۱۴۰۵ھ، مطابق:
۱۱/اکتوبر ۱۹۸۴ء، بروز پنج شنبہ بموقع سفراز ملتان برائے قصبہ رکنی وبستی اچڑی، ضلع
لورالائی۔ بلوچستان، براستہ ڈیرہ غازی خان

۱ ہے کس کے بس میں لکھے جو مدحت حضور کی — خلقِ عظیم جب ہے علامت حضور کی
۲ طاقت ہے کس قلم میں کرے وصف کو تمام — منشا خدا کا عین ہے فطرت حضور کی
۳ فرمانِ عائشہؓ ہے کہ قرآن آپ تھے — اب اس سے بڑھ کے ہوگی کیا عظمت حضور کی
۴ اللہ کا کلام مجسم ہو گر تو پھر — صورت حضور کی ہے یا سیرت حضور کی
۵ ہر نقشہ رکھ کے علم میں اس کردگار نے — بے مثل پھر بنائی ہے صورت حضور کی
۶ کل انبیا صفات میں ہیں مختلف مگر — جامع ہے سب صفات میں سیرت حضور کی
۷ کافر ہے جو نہ مانے بشر آپ کو مگر — افضل ہے نور سے بھی حقیقت حضور کی
۸ خلق و بشر، تقدّم و عصمت، حیاتِ قبر — روشن ہے ان صفات سے طینت حضور کی
۹ ہر کفر و ارتداد اور طاغوت کے لیے — لائی پیامِ موت ولادت حضور کی

۱۰ جنت خمیر تھے تو پسینہ گلاب تھا
افزوں ملائکہ سے لطافت حضور کی

۱۱ سورج رواں تھا آپ کے روئے منیر میں
تھی سلسبیلِ نور صباحت حضور کی

۱۲ دیکھے زنانِ مصر نے یوسف تو کاٹے ہاتھ
کٹ جاتیں دیکھتیں جو ملاحت حضور کی

۱۳ نظارۂ جمال تھا بس صبح وشام عشق
کچھ عائشہ سے پوچھو نزاہت حضور کی

۱۴ آنکھوں میں سرخ ڈورے تو پلکیں تھیں سرمہ سا
چشمِ غزال دیکھ! کحالت حضور کی

۱۵ تھے ابراہیم جدِ مجدّد جو آپ کے
کامل تھی ان کے ساتھ شباہت حضور کی

۱۶ حال آنکہ ’’کان ربعة‘‘ آیا ہے شان میں
پھر معجزہ ہے قد میں طوالت حضور کی

۱۷ کوثر میں ہے دھلی ہوئی ہر بات آپ کی
ضرب المثل بنی ہے فصاحت حضور کی

۱۸ جس سے کیا کلام وہ مفتون ہوگیا
کتنی دقیقہ رس تھی بلاغت حضور کی

۱۹ ہو لفظ ایک اور معانی ہوں بے شمار
معجز نما رہی ہے خطابت حضور کی

۲۰ چھوٹوں پہ رحم، قدر بڑوں کی، لحاظِ زن
حسنِ سلوک عدو سے تھی عادت حضور کی

۲۱ دیکھا تھا اک نماز میں خوشہ بہشت کا
ہوتا نہ ختم کھاتی جو امّت حضور کی

۲۲ لیکن کفافِ عیش پر دائم تھے مطمئن
دنیا سے تھی نرالی قناعت حضور کی

۲۳ خالق کو کس نے جانا بلا واسطہ کبھی
امّت کو لازمی ہے وساطت حضور کی

۲۴ جو بھی ملا وہ پل میں بنا ہے خدا شناس
کیسی خدا نما تھی رفاقت حضور کی

۲۵ ہوتا تھا دورِ وحی بھی روح القدُس کے ساتھ
سنتے تھے جبرئیل تلاوت حضور کی

۲۶ پاؤں پہ ورم، اشک رواں، خاک پر جبیں
کیا عجز و انکسار تھا حالت حضور کی

۲۷ عبدِ شکور بن کے نماز و نیاز میں
رہتے تھے محو یوں تھی عبادت حضور کی

۲۸ سہ روزہ فاصلہ پہ تھے مرعوب سب عدو
ناطق ہے اس پہ حشمت و ہیبت حضور کی

۲۹ اللہ کیا مقام تھا کہ وقتِ نزع بھی
واجب فرشتہ پر تھی اجازت حضور کی

۳۰ صدقات اور ترکہ سے سب اہلِ بیت کو
رکھا الگ تو یہ تھی عدالت حضور کی

۳۱ ارضِ فدک تو ’’فَے‘‘ ہی تھا جو وقف بن گئی
یہ جھوٹ ہے کہ وہ تھی وراثت حضور کی

۳۲ دین تھا امانت اس کو بنایا نہ سلطنت
شاہی سے یوں جدا ہے رسالت حضور کی

۳۳ توحید اور رسالت و ازواج اور صحاب
بنتی ہے ان ہی تین سے ملت حضور کی

۳۴ ڈیما کریسی کمیونزم اور فرنگیت
ہے ان سے پاک وصاف شریعت حضور کی

۳۵ عدل و اخوت اور مساواتِ حقِّ رزق
الہام آشنا ہے سیاست حضور کی

۳۶ اسلام کا نظام ہے شورائی انتخاب
جمہوریت شکن تھی حکومت حضور کی

۳۷ عورت نہیں تھی کوئی بھی شوریٰ میں منتخب
مردوں پہ انحصار امارت حضور کی

۳۸ عورت ہے شمعِ خانہ تو قوّام ہیں رجال
حکمِ خدا ہے اور شریعت حضور کی

۳۹ طرزِ قیادت آپ کا آفاق گیر ہے
عالم کو ہے محیط امامت حضور کی

۴۰ انجیل اور زبور اور تورات موسویؑ
ناسخ ہوئی ہے سب کو نبوّت حضور کی

۴۱ اللہ اور رسول کو جب تک نہ ہو قبول
ملتی نہیں ہے یوں ہی نیابت حضور کی

۴۲ مانگی علی کے نام پر سہ بار جب دعا
آئی ندا نہیں یہ سفارت حضور کی

۴۳ لکھا ہے میں نے فیصلہ تقدیر میں اٹل
بوبکر کو ملے گی خلافت حضور کی

۴۴ عمِّ نبی زُبیر ہی دادا کے تھے وصی
دراصل کی انھی نے کفالت حضور کی

۴۵ ابّا علی کے ٹھیک ہے کچھ خیر خواہ تھے
عبد مناف نے بھی کی خدمت حضور کی

۴۶ اے کاش کلمہ پڑھتے ابوطالب آپ کا
پھر کیسا رنگ لاتی محبت حضور کی

۴۷ اصحاب جانشینِ نبی تھے نبی نہ تھے
جو کچھ بنے بنا گئی صحبت حضور کی

۴۸ توہین ساتھیوں کی نہ برداشت کی کبھی
بعد از خدا عظیم ہے غیرت حضور کی

۴۹ ازواج و آل اور صحابہ ہیں جنّتی
کام آیا دیں، نہ صرف قرابت حضور کی

۵۰ بوبکر و بوتراب ہیں سردارِ اولیا
جاری رہے گی ان سے ولایت حضور کی

۵۱ پر بعدِ انبیاء کوئی معصوم اب نہیں
مانا نہ یہ تو کیا ہے پھر عزت حضور کی

۵۲ خاتم تھے اس لیے نہ کیے جاسکے شہید
مجروح ورنہ ہوتی تھی حرمت حضور کی

۵۳ دشمن کے سارے وار ہی ناکام ہوگئے
اللہ نے خود ہی کی ہے حفاظت حضور کی

۵۴ توحید ہے ردائے کبریائے ذاتِ حق
یوں ہی ہے تاج ختمِ نبوت حضور کی

۵۵ مانا رسول کو ہے تو مانا خدا کو ہے
طاعت خدا کی سمجھو اطاعت حضور کی

۵۶ تصدیق آپ کی ہے بس تصدیقِ انبیاء
بے مثل ہے یہ ایک فضیلت حضور کی

۵۷ کعبہ ہے جیسے قبلۂ حاجاتِ کائنات
مرکز ہے اہلِ عشق کا تُربت حضور کی

۵۸ عشقِ رسول مانگے ہے اُسوہ کی پیروی
بدعت سے کیسے ابھرے گی الفت حضور کی

۵۹ جنت ہے ان کی مِہر تو دوزخ ہے ان کا قہر
نازک ہے عرش سے بھی طبیعت حضور کی

۶۰ یاور ہے دو جہان میں پہلے خدا کا فضل
آخر میں کام آئے گی نسبت حضور کی

۶۱ محروم تھا میں جلوۂ نورِ جمال سے
اس عمر میں ہوئی ہے زیارت حضور کی

۶۲ مجھ نابکار اور سراپا گناہ پر
بس کچھ نہ پوچھو کتنی تھی شفقت حضور کی

۶۳ فرمایا مجھ کو آپ ہماری ہی آل ہو
سب سے بڑی سند ہے شہادت حضور کی

۶۴ اک ذرۂ حقیر پہ اتنا کرم کیا
پہنچا گئی کہاں پہ شرافت حضور کی

۶۵ محسوس کر رہا ہوں میں فیضِ نگاہ کو
یوں مُلتَفِت ہے چشمِ عنایت حضور کی

۶۶ میرا حسن حسین سے شجرہ ہے متصل
(میرا نسب حسن سے نبی سے ہے متصل)
آئی ہے میرے خون میں الفت حضور کی

۶۷ دل میں ندامت، آنکھوں میں آنسو، زباں ہے بند
درکار ایسے میں ہے وکالت حضور کی

۶۸ حافظؔ میں خوفِ موت سے کیسے ہوں بے نیاز
جب جانتا ہوں موت ہے سنت حضور کی

۶۹ دنیا کے غم ہیں ہیچ غمِ آخرت کے ساتھ
ہے فکرِ موت و قبر بھی سنت حضور کی

۷۰ عاصی ہوں دل شکستہ ہوں اور مستمند ہوں
یا رب نصیب کردے شفاعت حضور کی

۷۱ اے رحمتِ تمام میری ہر خطا معاف
آیا ہوں لے کے پونجی میں نسبت حضور کی

والحمد للّٰہ أولاً وآخراً

والصلاۃ والسلام علی محمدٍ رسولِ اللّٰہِ وعلی أزواجِہ وأولادِہ وأصحابِہ أجمعین ظاھراً وباطناً

پایانِ اکثر و بیشتر نعت شریف در نیم روزِ یک شنبہ، بہ مؤرخہ: ۱۵ر محرّم الحرام ۱۴۰۵ھ، مطابق: ۱۴ر اکتوبر ۱۹۸۴ء، وتکمیلِ ثانی قریبِ نیم شب بہ مؤرخہ ۱۸ر صفر المظفّر ۱۴۰۵ھ، ۱۳ر نومبر ۱۹۸۴ء، در استقبالیہ جامعہ رشیدیہ ساہیوال شہر، بموقع آمد برائے تعزیت شہداء۔ فقط
فقیر ابومعاویہ

حواشی

ش: ۱، مصرع اوّل:

فَـاِنَّ فَـضْـلَ رَسُـوْلِ الـلّٰـہِ لَیْـسَ لَـہٗ
حَـدٌّ فَیُـعْـرِبُ عَـنْـــہُ نَــاطِـقٌ بِـفَـمِ

فضل وجاہ مصطفیٰ حدّے ندارد در کمال
تاتواند کرد شخصے روشن آں را بیش و کم

حد نہیں ہے کوئی حضرت کے کمال و فضل کی
ہو بیاں کس منہ سے توصیفِ شہِ خیرالأمم

(۲) "لَایُمْکِنِ الثَّنَاءُ کَمَا کَانَ حَقُّہٗ"

مصرع دوم: اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ. (القلم: ۴)

ش۳:

(۱) عن سعد بن هشام قال قلت لعائشة رضی الله تعالی عنها یا ام المؤمنین انبئینی عن خلق رسول الله صلی الله علیه وسلم قالت الست تقرأالقرآن قلت بلی قالت فان خلق نبی الله کان القرآن (شعب الایمان بیهقی، حدیث نمبر: ۱۳۵۹)

(۲) عن ابی الدرداء انه سئلها عن خلقه علیه الصلوٰة والسلام فقالت کان خلقه القرآن یرضی برضاه ویسخط لسخطه. (شفاء)

(۳) ودر عوارف المعارف گفتہ: کہ مرادِ عائشہ آنست کہ قرآن مہذبِ اخلاق وے صلی اللہ علیہ وسلم بود۔

ترجمہ: عوارف المعارف میں فرمایا: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا مطلب یہ ہے کہ قرآن کریم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کو سنوار دیا تھا۔

ش۶:

وَکُلُّ آیٍ اَتَی الرُّسُلُ الْکِرَامُ بِهَا
فَاِنَّمَا اتَّصَلَتْ مِنْ نُوْرِهٖ بِهِمِ

فَاِنَّهٗ شَمْسُ فَضْلٍ هُمْ کَوَاکِبُهَا
یَظْهَرْنَ اَنْوَارَهَا لِلنَّاسِ فِی الظُّلَمِ

ہر چہ آوردند مجموعِ رسل از معجزات
از نورِ مصطفیٰ آمد بایشاں لا جرم

او بود خورشیدِ فضل و دیگراں سیارگاں
روشنی سیارگاں ظاہر کنند اندر ظلم

جو رسولانِ جلیل القدر کے تھے معجزات
آپ ہی کے نور سے پایا تھا سب نے یہ کرم

آفتابِ فضل ہیں وہ، سب ستارے انبیاء
کرتے ہیں ظلمت میں ظاہر سب پہ انوارِ کرم

ش ۷:

قرآنِ مجید میں ہے کہ خداوندِ قدوس کی طرف سے پیغمبر کی تصدیقِ نبوت کے لیے کفار کے پاس جب کوئی نشان پہنچتا ہے تو وہ کہتے ہیں کہ ہم ہرگز ایمان نہ لائیں گے جب تک ہم کو بھی وہی نہ ملے جو اللہ کے پیغمبروں کو مل چکا ہے تو اللہ تعالیٰ نے ان کے اس بے جا اور احمقانہ سوال کے جواب میں فرمایا: اَللّٰہُ اَعْلَمُ حَیْثُ یَجْعَلُ رِسَالَتَہٗ ۔ یعنی اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ کون اس کی رسالت کا اہل ہے ۔ یعنی شرفِ رسالت کا اہل ہر کس و ناکس نہیں ہوسکتا بلکہ مرتبۂ رسالت و نبوت کے لیے ظرف و اہلیت کا فیصلہ تمام تر اللہ ہی کے ہاتھ میں ہے اور وہی بہتر جانتا ہے کہ کون اس مرتبۂ رفیعہ کا اہل ہے۔

حافظ ابنِ قیم رحمہ اللہ اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے اُن لوگوں کے زعمِ باطل کی تردید کرتے ہیں جن کے نزدیک انبیاء علیہم السلام اور عام انسانوں کی فطرۃ یکساں ہے۔

قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی :اَللّٰہُ اَعْلَمُ حَیْثُ یَجْعَلُ رِسَالَتَہٗ اَیْ لَیْسَ کُلُّ اَحَدٍ اَھْلًا وَلَا صَالِحًا لِتَحَمُّلِ الرِّسَالَۃِ بِہٖ لَھَا مَحَالٌ مَخْصُوْصَۃٌ لَاتَلِیْقُ اِلَّابِھَا وَلَاتَصْلُحُ اِلَّالَھَا وَاللّٰہُ اَعْلَمُ بِھٰذِہِ الْمَحَالِ مِنْکُمْ وَلَوْ کَانَتِ الذَّوَاتُ مُتَسَاوِیَۃً کَمَا قَالَ ھٰؤُلَاءِ لَمْ یَکُنْ فِیْ ذَالِکَ رَدٌّ عَلَیْھِمْ وَکَذَالِکَ قَوْلُہٗ تَعَالٰی: وَکَذَالِکَ فَتَنَّابَعْضَھُمْ بِبَعْضٍ لِیَقُوْلُوْا ھٰؤُلَاءِ مَنَّ اللّٰہُ عَلَیْھِمْ مِّن بَیْنِنَا اَلَیْسَ اللّٰہُ اَعْلَمَ بِالشَّاکِرِیْنَ . اَی: ھُوَ سُبْحَانَہٗ اَعْلَمَ بِمَنْ یَّشْکُرُہٗ عَلٰی نِعْمَتِہٖ فَیَخْتَصُّہٗ بِفَضْلِہٖ وَیَمُنُّ عَلَیْہِ مِمَّنْ لَایَشْکُرُہٗ فَلَیْسَ کُلُّ مَحَلٍّ یَصْلُحُ لِشُکْرِہٖ وَاحْتِمَالِ مَنَّتِہٖ وَالتَّخَصُّصُ بِکَرَامَتِہٖ فَذَوَاتُ مَا اخْتَارَہٗ وَاصْطَفَاہُ مِنَ الْاَعْیَانِ وَالْاَمَاکِنِ وَالْاَشْخَاصِ وَغَیْرِھَا مُشْتَمِلَۃٌ عَلٰی صِفَاتٍ وَاُمُوْرٍ قَائِمَۃٍ بِھَا لَیْسَتْ فِیْ غَیْرِھَا وَلَاجْلِھَا اصْطَفَاھَا اللّٰہُ وَھُوَ سُبْحَانَہُ الَّذِیْ فَضَّلَھَا بِتِلْکَ الصِّفَاتِ وَخَصَّھَا بِالْاِخْتِیَارِ .(زادالمعاد ،ص: ۹، ۱۰، ج: ۱)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ کون اسکی رسالت کا اہل ہے یعنی ہر کس و ناکس رسالۃ کا اہل اور اس کے تحمل کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتا بلکہ رسالت کے لیے خاص ذوات ہیں کہ وہی صرف اس کے لائق ہوسکتی ہیں اور انہی ذوات میں اہلیت کا علم صرف اللہ تعالیٰ کو ہے اگر بالفرض تمام انسان فطری صلاحیت کے اعتبار سے برابر ہوں جس طرح کہ یہ لوگ کہتے ہیں تو اس سے تو پھر اس آیت میں کفّار کے شبہ کا جواب نہیں بن سکتا اور اسی طرح اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان کہ اس طرح ہم نے ان میں سے ایک کو دوسرے کے ذریعہ سے آزمائش میں ڈال رکھا ہے جس سے یہ لوگ کہیں گے کہ کیا یہی لوگ ہمارے درمیان میں سے ہیں جن پر اللہ تعالیٰ نے اپنا فضل کیا ہے؟ کیا اللہ شکر گزاروں سے خوب واقف نہیں؟! یعنی خدا ہی جانتا ہے کہ کون اس کی نعمتوں پر اس کا شکر ادا کرے گا اس لیے اس کو ناشکروں سے جدا کر کے اپنے فضل کے ساتھ مختص کر دیتے ہیں اور اس پر اپنا احسان کرتے ہیں اس لیے ہر ذات اس کے شکر کرنے ،اس کے احسان کے

تحمل اور اس کی خصوصی عزت افزائی کے لیے مختص ہونے کی صلاحیت نہیں رکھتی۔ پس وہ ذوات کہ جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنے لیے اختیار فرمایا ہے اور ان کو برگزیدہ فرمایا ہے خواہ وہ کوئی خاص نبی ہو یا مکان ہو یا شخص یا اس کے علاوہ، یہ ذوات خصوصی صفات پر مشتمل ہوں گی اور ان کے ساتھ ایسے امور قائم ہوں گے جو کہ دوسروں میں موجود نہیں ہوں گے اور اپنی خصوصی صفات کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ان کو برگزیدہ بنایا ہے اور وہی پاک ذات ہے جس نے ان ذوات کو ان صفات کے باعث فضیلت دی ہے اور ان کو اپنی خصوصی پسند کے لیے مختص کیا ہے۔

لیکن ہمارے ان استدلالات سے یہ غلط فہمی پیدا نہ ہو کہ انبیاء علیہم السلام کا درجہ عام انسانوں جیسا ہے بلکہ یہ ذواتِ قدسیہ انسانیت کے اس درجہ پر فائز ہیں کہ امت کے کسی شخص کی بھی ان قدسی صفات نفوس کے ساتھ نسبت نہیں دی جاسکتی اسی توَھُّم کے دور کرنے کے لیے نعت کے اسی شعر کے دوسرے مصرعہ میں کہا گیا ہے: ؎

افضل ہے نور سے بھی حقیقت حضور کی

اور اسی فرقِ مراتب کی طرف اس شعر میں اشارہ کیا گیا ہے:

مُحَمَّدٌ بَشَرٌ وَلَيْسَ كَالْبَشَرِ
بَلْ هُوَ يَاقُوْتَةٌ وَالنَّاسُ كَالْحَجَرِ

ترجمہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بشر ہیں لیکن عام انسانوں کی طرح نہیں بلکہ آپ یاقوت ہیں اور باقی انسان عام پتھروں کی طرح ہیں۔

حکیم الامۃ شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

’’نفوسِ قُدسِیّہ انبیاء علیہم السلام در غایتِ صفاء وعلوفطرۃ آفریدہ شدہ است ودر حکمت الٰہی ہماں صفاء وعلوفطرۃ مستوجب وحی گشتہ اند۔ وریاستِ عالم بایشاں مُفَوَّض شدہ، قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی :اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهٗ‘‘.

ترجمہ: انبیاءِ علیہم السلام کے پاک نفوس انتہائی پاکیزہ اور بلند فطرۃ پیدا کیے گئے ہیں، اسی پاکیزگی اور فطری بلندی کے باعث حکمتِ ربانی ان کے سپرد کی گئی ہے اور اسی لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ’’اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ کون اس کی رسالت کا اہل ہے۔‘‘ (ازالۃ الخفاء، ج:۱،ص:۹)

ش۸:

حیات: بدانکہ حیاتِ انبیاء صلوات اللہ وسلامہ علیہم اجمعین متفق علیہ است میانِ علمائے امت وہیچ کس را خلاف نیست، دراں کہ آں کامل تر وقوی تر از وجودِ حیاتِ شہداء ومقاتلین فی سبیل اللہ است کہ آں معنوی اخروی است عنداللہ، وحیاتِ انبیاء حیاتِ حسی دنیوی است۔ واحادیث وا ثار دراں واقع شدہ است ،چنانچہ مذکور گردد یکے ازاں حدیث است کہ ابویعلی بنقلِ ثقات از روایت انس ابن مالک رضی اللہ عنہ آوردہ قال ،قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اَلْاَنْبِيَاءُ اَحْيَاءٌ فِيْ قُبُوْرِهِمْ يُصَلُّوْنَ.

ترجمہ: جان لو کہ حیاتِ انبیاء صلوات اللہ وسلامہ علیہم اجمعین علماءِ امت کے درمیان مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ ہے، اس میں کسی کا اختلاف نہیں کہ حیاتِ انبیاء، حیاتِ شہداء اور اللہ کے راستہ میں جہاد کرنے والوں کی حیات سے کامل تر اور قوی تر ہے۔ ان کی حیات معنوی، اخروی ہے اور حیات انبیاء حسی اور دنیوی ہے۔ اور اس مسئلہ میں احادیث وآثار واقع ہوئے ہیں، جیسا کہ (کتابوں میں) مذکور ہیں۔ ان میں سے ایک حدیث حضرت انس رضی اللہ عنہ کی ہے جسے حضرت ابویعلٰی ثقہ راویوں کے واسطہ سے لائے ہیں کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: انبیاء اپنی قبروں میں زندہ ہیں، نماز پڑھتے ہیں (نجم)۔

البتہ علماءِ امت میں یہ اختلاف ہے کہ حیاتِ بدن کو حلول روح مقدسہ کی وجہ سے ہے یا کہ اِشراف روح کے باعث ہے۔ حضرت مولانا قاسم العلوم والخیرات نانوتوی قُدِّسَ سِرُّہُ الْعَزِیْز کی رائے یہ ہے کہ حلول روح کی وجہ سے ہے علامہ ابن قیم شمس الدین بن قیم رحمہ اللہ تعالی کی رائے یہ ہے کہ اِشراف روح علی البدن کے باعث ہے، چنانچہ وہ فرماتے ہیں کہ: "اِنَّ رُوْحَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اسْتَقَرَّتْ فِی الرَّفِیْقِ الْاَعْلٰی مَعَ اَرْوَاحِ الْاَنْبِیَاءِ وَمع ھذا فلھا اِشراف علی البدن واشراق وتعلق بہ بحیث یرد السلام علی من سلم علیہ (زاد المعاد، ص: ۴۹، ج: ۲)

شیخ عثمانی رحمہ اللہ تعالی کی رائے بھی یہی ہے چنانچہ وہ فرماتے ہیں: فروحہ المقدسۃ صلی اللہ علیہ وسلم قد استقرت فی الرفیق الأعلی مع ارواح الأنبیاء عَلَیْھِمُ الصَّلَاۃُ وَالسَّلَامُ وَلَایَتَوَھَّمُ مِنْ ھٰذَا اِنْحِصَارُ حَیَاتِہٖ فِیْ قَبْرِہِ الشَّرِیْفِ، فَاِنَّ لِرُوْحِہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِشْرَافًاعَلَی الْبَدَنِ الْمُبَارَکِ المطیَّب وَتَعَلُّقًا بِہٖ وَبَدَنُہٗ فِیْ ضریحہ غیر مفقود، واذا سلّم عَلَیْہِ اَلمُسَلِّمَ، رَدَّاللّٰہُ عَلَیْہِ رُوْحَہٗ حَتّٰی یَرُدُّ عَلَیْہِ السَّلَامَ۔ کَمَا وَرَدَ فِی الْحَدِیْثِ۔ (فتح الملھم، ص: ۴۲۱، ج: ۳)

ترجمہ: تحقیق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک رفیق اعلی میں دوسرے انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کی ارواح کے ساتھ مقیم ہے باوجود اس کے اس کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بدن مبارک کے ساتھ تعلق ہے، اس طرح کا تعلق اور اشراق ہے کہ اگر آپ پر کوئی شخص صلاۃ وسلام کا ہدیہ پیش کرتا ہے تو آپ خود ہی اس کا جواب عنایت فرماتے ہیں۔

تقدُّم: آپ کے علو درجہ پر بھی تقدم کا اطلاق ہوتا ہے اس اعتبار سے تقدم سے مراد تقدمِ رتبی ہوگا، اور اس حدیث کی طرف بھی اشارہ ہے جو کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے: اَوَّلُ مَاخَلَقَ اللّٰہُ رَوْحَ مُحَمَّدٍ۔ (مدارج، ص: ۲۶۰، ج: ۱)

ترجمہ: سب سے پہلے جو اللہ نے پیدا کیا وہ روح محمد صلی اللہ علیہ وسلم تھی۔

عِصمت: قَالَ اَئِمَّۃُالْاُصُوْلِ: اَلْاَنْبِیَاءُ عَلَیْھِمُ الصَّلَاۃُ وَالسَّلَامُ کُلُّھُمْ مَعْصُوْمُوْنَ لَا یَصْدُرُ عَنْھُمْ ذَنْبٌ وَلَوْ صَغِیْرَۃً، سَھْوًا۔ وَلَایَجُوْزُ عَلَیْھِمُ الْخَطَاءُ فِیْ دِیْنِ اللّٰہِ تَعَالٰی قَطْعًا۔ (الیواقیت،

ص:۲،ج:۲)

ترجمہ:ائمہ اصول فرماتے ہیں:انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام سب کے سب معصوم ہیں ان سے چھوٹے سے چھوٹا اور بھولے سے بھی کوئی گناہ سرزد نہیں ہوسکتا۔(نجم)

اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی لَمَّا اصْطَفَی الْاَنْبِیَاءَ فِیْ سَابِقِ عِلْمِہٖ لِلنُّبُوَّۃِ وَاَدَاءِ الرِّسَالَۃِ وسَّمہم لِذَالِکَ فِیْ مَبَادِیْ اُمُوْرِھِمْ وَحَمَاھُمْ مِنْ مَکَائِدِ الشَّیْطَانِ وَصَفّٰی سَرَائِرَھُمْ مِنَ الْکُدُوْرَاتِ وَشَرَحَ صُدُوْرَھُمْ بِنُوْرِہٖ وَزَیَّنَھُمْ بِالْاَخْلَاقِ الْحَمِیْدَۃِ وَطَھَّرَھُمْ عِنِ الرِّجْسِ وَالرَّزَائِلِ.(معارف ،ص:۳۲۵،ج:۳)

ترجمہ:بے شک جب اللہ تعالی نے اپنے علمِ سابق میں انبیاءکونبوت اوراداءِرسالت کے لیے چن لیا تو ان کے ابتدائی زمانے سے ہی ان میں اس کی نشانیاں پیدا کردیں اور شیطان کی چالوں سے ان کی حفاظت کی ،اوران کے باطن کو (دنیوی)الائشوں سے صاف کیا،اوران کے سینوں کو اپنے نور کے طفیل کھول دیا،اوران کو عمدہ اخلاق سے مزین کیا،اور ہر طرح کی میل کچیل سے ان کو پاک کیا۔(نجم)

ش۱۰:

جنت خمیر: لارَیْبَ اَنَّ اَبْدَانَ الْاَنْبِیَاءِ ثُمَّ سَیِّدُالْاَنْبِیَاءِ نبتتَ عَلٰی اَجْسَادِ اَھْلِ الْجَنَّۃِ.کَمَاثَبَتَ فِی الْحَدِیْثِ. (معارف، ص:۳۲۵،ج:۳)

ترجمہ:اس میں کوئی شک نہیں کہ انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کے ابدان ،پھر(خصوصا) سیدالانبیاءعلیہ الصلاۃ والسلام کا بدن مبارک اہلِ جنت کے جسموں پر ظاہر ہوے۔(نجم)

پسینے کی خوشبو: (۱) قَالَ اَنَسٌ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ مَاشَمَمْتُ عَنْبَرًا قَطُّ وَلَامِسْکًاوَلَاشَیْئًااَطْیَبُ مِنْ رِیْحِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ .(مسلم، ج:۲، ص:۲۵۷ بَابُ طِیْبِ رِیْحِہٖ صَلَی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ وَلِیْنُ مِسْکِہٖ)

ترجمہ:حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نہ کبھی عنبر اور نہ کبھی مشک اور نہ کوئی اور شے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خشبو سے زیادہ خوشبودار سونگھی۔(نجم)

(۲)عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ قَالَ دَخَلَ عَلَیْنَا النَّبِیُّ صَلَی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ عِنْدَنَا عَرَقٌ وَ جَاءَتْ اُمِّیْ بِقَارُوْرَۃٍ فَجَعَلَتْ تَسْلُتُ الْعَرَقَ فِیْھَا فَاسْتَیْقَظَ النَّبِیُّ صَلَی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ یَااُمَّ سُلَیْمٍ مَاھٰذَا الَّذِیْ تَصْنَعِیْنَ فَقَالَتْ ھٰذَا عَرَقُکَ نَجْعَلُہٗ فِیْ طِیْبِنَا وَھُوَ مِنْ اَطْیَبِ الطِّیْبِ. (مسلم ،ج:۲،ص:۲۵۷،باب طیب عرقہ صلی اللہ علیہ وسلم والتبرک بہ)

ترجمہ:حضرت انس بن مالک رضی الہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہمارے پاس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے ،فرماتے ہیں کہ ہمارے پاس حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا پسینہ ہوتا تھا،اور میری امی ایک بوتل لائیں،حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا

پسینہ نچوڑنے لگیں، اتنے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیدار ہو گئے، فرمایا:
اے ام سلیم یہ آپ کیا کر رہی ہیں؟ عرض کیا یہ آپ کا پسینہ ہے جسے ہم اپنی خوشبو میں ملا لیتے ہیں تو وہ سب خوشبوؤں سے زیادہ خوشبودار ہو جاتی ہے۔ (نجم)

ش ۱۵:

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ عُرِضَ عَلَيَّ الْاَنْبِيَاءُ فَاِذَامُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ ضَرْبٌ مِنَ الرِّجَالِ كَاَنَّهُ مِنْ رِجَالِ شَنُوْئَةَ وَرَاَيْتُ عِيْسَى بْنَ مَرْيَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَاِذَا اَقْرَبُ مَنْ رَاَيْتُ بِهٖ شِبْهًا عُرْوَةَ بْنِ مَسْعُوْدٍ وَرَاَيْتُ اِبْرَاهِيْمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَاِذَا اَقْرَبُ مَنْ رَاَيْتُ بِهٖ شِبْهًا صَاحِبُكُمْ يَعْنِيْ نَفْسَهُ الْكَرِيْمَةَ .(شمائلِ ترمذی ،باب ما جاء فی خلق رسول الله صلی الله علیه وسلم)

ترجمہ: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل فرماتے ہیں کہ مجھ پر سب انبیاء علیہم السلام پیش کیے گئے (یعنی مجھے دکھائے گئے) پس حضرت موسیٰ علیہ السلام کو میں نے دیکھا تو وہ ذرا پتلے دبلے بدن کے آدمی ہیں گویا کہ قبیلہ شنوئہ کے لوگوں میں سے ہیں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھا تو ان سب لوگوں میں سے جو میری نظر میں ہیں عروہ بن مسعود ان سے زیادہ ملتے جلتے معلوم ہوئے، اور حضرت ابراھیم کو دیکھا تو میرے دیکھے ہوئے لوگوں میں سے میں خود ہی ان کے ساتھ زیادہ مشابہ ہوں۔ (ترجمہ از خصائل نبوی)

ش ۱۶:

(۱) عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ لَمْ يَكُنْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالطَّوِيْلِ الْمُمَغَّطِ وَلَا بِالْقَصِيْرِ الْمُتَرَدِّدِ وَكَانَ رَبْعَةً مِّنَ الْقَوْمِ.(شمائلِ ترمذی ،باب ما جاء فی خلق رسول الله صلی الله علیه وسلم)

ترجمہ؛ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نہ زیادہ لمبے تھے نہ زیادہ پست قد، بلکہ میانہ قد لوگوں میں تھے۔ (خصائلِ ترمذی)

(۲) اِنَّ رَجُلًا قَالَ لِعَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ :اِنْعَتْ لَنَا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صِفَةً لَنَا ! قَالَ: كَانَ لَيْسَ بِالذَّاهِبِ طُوْلًا وَفَوْقَ الرَّبْعَةِ اِذَا جَاءَ مَعَ الْقَوْمِ غَمَرَهُمْ .(طبقات ،ص: ۴۱۱، ج: ۱)

ترجمہ: ایک شخص نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کہا کہ ہمیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت بیان کیجئے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا آپ بہت طویل القامت نہیں تھے درمیانہ قد کے کچھ طویل تھے البتہ جس وقت لوگون کے ساتھ ہوتے تو سب سے اوپر نظر آتے۔

(۳) ودر حدیث عائشہ آمدہ کہ چوں تنہا بودے ربعہ بودے وچوں درمیانِ قوم بودے از ہمہ بلند وسرفراز نمودے ومنسوب بطول گرددواگر دومرد در دوطرف وے بودے از ہر دو بلند نمودی وچوں مفارقۃ میکردند منسوب بر بعہ شدے۔(مدارج،ص:۱۶، ج:۱)

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں آیا ہے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم اکیلے ہوتے تو درمیانہ قد کے ہوتے تھے اور جب قوم کے درمیان کھڑے ہوتے تو سب سے بلند اور نمایاں دکھائی دیتے اور لمبے قد کی طرف منسوب ہوتے اور اگر دو مرد آپ کی دو طرف ہوتے تو آپ ہر دو سے بلند دکھائی دیتے اور جب وہ جدا ہو جاتے تو آپ درمیانے قد کی طرف منسوب ہو جاتے۔

ظاہر حدیث دلیل است کہ ایں از کرامتِ الٰہی بشانِ پاک حبیب خود بود صلی اللہ علیہ وسلم چہ بسیار طول فی الواقع مذموم است وچوں در پہلوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کسے طویل بسیار بودے حق سبحانہ تعالیٰ حبیب خود را فوق ہمہ اصحاب داشتہ تا کسے سرفراز نباشد۔(حاشیہ مدارج)

ترجمہ: ظاہر حدیث اس بات پر دلیل ہے کہ آپ کے اس معجزہ میں خدوند قدوس کی طرف سے آپ کی عزب افزائی تھی کونکہ فی الواقع زیادہ طول القامۃ ہونا معیوب ہے لیکن جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کسی طویل القامۃ شخص کے پہلو میں ہوتے تو اللہ تعالیٰ آپ کو بلند کر دیتے اور آپ سب سے بلند معلوم ہوتے تا کہ ظاہری لحاظ سے بھی آپ سے کوئی شخص بلند نہ ہو جائے۔

ش ۱۸:

جوامع الکلم کی تعریف: وَهُوَ الْقَلِيْلُ الْجَامِعُ لِكَثِيْرٍ.(البيان والتبيين)

ترجمہ: جوامع الکلم یہ ہے کہ مختصر الفاظ میں کثیر معانی ادا ہو جائیں۔

(۱) عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ بُعِثْتُ بِجَوَامِعِ الْكَلِمِ وَنُصِرْتُ بِالرُّعْبِ.

(بخاری، باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم نصرت بالرعب مسیرۃ شھر، ج: ۱، ص: ۴۱۸)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں جامع کلمات کے ساتھ بھیجا گیا ہوں اور رعب سے میری مدد کی گئی ہے۔(یعنی مخالفین پر میرا رعب پڑ کر ان کو مغلوب کر دیتا ہے۔(نجم)

(۲) عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فُضِّلْتُ عَلَى الْاَنْبِيَاءِ بِسِتٍّ اُعْطِيْتُ جَوَامِعَ الْكَلِمِ وَنُصِرْتُ بِالرُّعْبِ وَاُحِلَّتْ لِىَ الْغَنَائِمُ وَجُعِلَتْ لِىَ الْاَرْضُ مَسْجِدًا وَطَهُوْرًا وَاُرْسِلْتُ اِلَى الْخَلْقِ كَافَّةً وَ خُتِمَ بِىَ النَّبِيُّوْنَ.(رواہ مسلم فی الفضائل)

ترجمہ: حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے تمام انبیاء میں چھ باتوں میں فضیلت دی گئی ہے: اول یہ کہ مجھے جوامع الکلم دیے گئے اور دوسرے یہ کہ رعب سے میری مدد کی گئی (یعنی مخالفین پر میرا رعب پڑ کر ان کو مغلوب کر دیتا ہے)، تیسرے میرے لیے غنیمت کا مال حلال کر دیا گیا (برخلاف انبیاء

سابقین کے کہ مالِ غنیمت ان کے لیے حلال نہ تھا، بلکہ آسمان سے ایک آگ نازل ہوتی تھی جو تمام مال کو جلا کر خاک سیاہ کر دیتی تھی اور یہی جہاد کی مقبولیت کی علامت سمجھی جاتی تھی)، اور چوتھے میرے لیے تمام زمین نماز پڑھنے کی جگہ بنا دی گئی (بخلاف امم سابقہ کے کہ ان کی نماز صرف مسجدوں میں ہی ہو سکتی تھی)، اور زمین کی مٹی میرے لیے پاک کرنے والی بنا دی گئی (یعنی بوقتِ ضرورت تیمّم جائز کیا گیا جو کہ پہلی امتوں کے لیے جائز نہ تھا)، پانچواں میں تمام مخلوق کی طرف نبی بنا کر بھیجا گیا ہوں (بخلاف انبیاءِ سابقین کے کہ وہ خاص خاص قوموں کی طرف کسی خاص اقلیم میں ایک محدود زمانہ تک کے لیے مبعوث ہوتے تھے، چھٹے یہ کہ مجھ پر انبیاء ختم کر دیے گئے۔ (ترجمہ از ختمِ نبوۃ، مفتی محمد شفیع صاحب)

(۳) كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصِيْحَ اللِّسَانِ بَلِيْغَ الْقَوْلِ نَاصِحَ اللَّفْظِ جَزْلَ الْعِبَارَةِ قَلِيْلَ التَّكَلُّفِ أُوْتِيَ جَوَامِعَ الْكَلِمِ وَخُصَّ بِبَدَائِعِ الْحِكَمِ وَعُلِّمَ اَلْسِنَةَ الْعَرَبِ. (عظمةِ رسول، ص: ۲۷۵، بحواله نقوش، ص: ۳۶۹، ج: ۸)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فصیح زبان والے، بلیغ گفتگو کرنے والے، صاف الفاظ ادا کرنے والے، مختصر عبارت والے، بہت کم تکلف والے تھے، انہیں جوامع الکلم عطاء کیے گئے، نادر حکمتوں سے نوازا گیا، اور عرب کی زبانوں کا علم عطاء کیا گیا۔

(۴) حضرت ابوبکر نے آپ سے ایک دفعہ سوال کیا: لَقَدْ طُفْتُ فِي الْعَرَبِ وَسَمِعْتُ فُصَحَاءَ هُمْ فَمَاسَمِعْتُ اَفْصَحَ مِنْكَ فَمَنْ اَدَّبَكَ؟ قَالَ اَدَّبَنِيْ رَبِّيْ فَأَحْسَنَ تَأْدِيْبِيْ.

(یعنی عرب میں گھوما، ان کے فصحاء کو سنا، میں نے آپ سے زیادہ فصیح گفتگو کرنے والا کسی کو نہیں سنا، کس نے آپ کو ادب سکھایا؟ فرمایا: مجھے میرے رب نے ادب سکھایا اور میرا ادب اچھا ہو گیا۔) (ص: ۳۴۵)

(۵) وَكَلَامُهُ الْفَصِيْحُ لَايُجَارِيْ فِيْ فَصَاحَتِهٖ وَلَايُبَارِيْ فِيْ بَلَاغَتِهٖ وَالَّذِيْ هُوَ النِّهَايَةُ فِي الْبَيَانِ وَالْغَايَةُ فِي الْبُرْهَانِ الْمُشْتَمِلُ عَلٰى جَوَامِعِ الْكَلِمِ وَبَدَائِعِ الْحِكَمِ الْمُتَضَمَّنُ بِقَلِيْلِ الْمَبَانِيْ كَثِيْرًامِّنَ الْمَعَانِيْ. (نقوش، ص: ۵۴۹، ج؛ ۸)

قاضی عیاض فرماتے ہیں کہ: أُوْتِيَ بِجَوَامِعِ الْكَلِمِ وَخُصَّ بِبَدَائِعِ الْحِكَمِ وَعُلِّمَ اَلْسِنَةَ الْعَرَبِ كُلَّهَا. (ص؛ ۴۴)

ترجمہ: آپ علیہ السلام کو جوامع الکلم عطاء کیے گئے اور نادر حکمتوں سے خاص کیا گیا اور عرب کی تمام زبانوں کا علم دیا گیا۔ (نجم)

ش ۲۱:

قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ رَأَيْنَاكَ تَنَاوَلْتَ شَيْئًا فِيْ مَقَامِكَ هٰذَا ثُمَّ رَأَيْنَاكَ كَفَفْتَ ؟ فَقَالَ: اِنِّيْ رَأَيْتُ الْجَنَّةَ فَتَنَاوَلْتُ مِنْهَا عُنْقُوْدًا وَلَوْ أَخَذْتُهُ لَأَكَلْتُمْ مِنْهُ مَابَقِيَتِ الدُّنْيَا. (مسلم، ج: ۱،

ص:۲۹۸، کتاب الکسوف)

ترجمہ: صحابہ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم نے آپ کو دیکھا کہ آپ نے اسی جگہ پر کسی چیز کے پکڑنے کا ارادہ فرمایا اور پھر آپ رک گئے؟ آپ نے فرمایا کہ میں نے یہاں جنت دیکھی اور میں نے ایک خوشہ انگور پکڑنے کا ارادہ کیا اور اگر میں خوشہ انگور پکڑ لیتا تو جب تک دنیا رہتی تم اس سے کھاتے رہتے۔

ش۲۲:

(۱)عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَاقَالَتْ مَاشَبِعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مِنْ خُبْزِ شَعِیْرٍ یَوْمَیْنِ مُتَتَابِعَیْنِ حَتّٰی قُبِضَ. (ترمذی ،باب ماجاء فی معیشة النبی صلی الله علیه وسلم واهله ،ج:۱،ص:۵۱۰،مکتبه :رحمانیه ،لاهور)

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام عمر میں کبھی جو کی روٹی سے بھی دو دن پیٹ نہیں بھرا۔

(۲) عَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ عَرَضَ عَلَیَّ رَبِّیْ لِیَجْعَلَ لِیْ بَطْحَاءَ مَکَّةَ ذَهَبًا قُلْتُ لَا یَا رَبِّ وَلٰکِنْ اَشْبَعُ یَوْمًا وَاَجُوْعُ یَوْمًا أَوْ قَالَ ثَلَاثًا أَوْ نَحْوِ هٰذَا فَاِذَا جُعْتُ تَضَرَّعْتُ اِلَیْکَ وَذَکَرْتُکَ فَاِذَا شَبِعْتُ شَکَرْتُکَ وَحَمِدْتُکَ. (ترمذی ،باب ماجاء فی الکفاف والصبر علیه ،ج:۱،ص:۵۰۹،مکتبه:رحمانیه ،لاهور)

ترجمہ: حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے رب نے مجھ پر یہ پیش کیا کہ وادی بطحاءِ مکہ کے پہاڑ میرے لیے سونا بنا دے۔ میں نے عرض کیا کہ اے میرے رب اس طرح نہ ہو بلکہ یہ ہو کہ ایک دن پیٹ بھرلوں اور ایک دن بھوکا رہوں، یا تین دن فرمائے، یا اسی طرح (کچھ فرمایا)۔ جس وقت بھوکا رہوں گا تو آپ کے سامنے اپنے عجز کا اظہار کروں گا اور آپ کی یاد میں مشغول رہوں گا، اور جس وقت کھانا کھاؤں گا تو آپ کا شکر و حمد کروں گا۔ (نجم)

(۳)عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ رِزْقَ اٰلِ مُحَمَّدٍ قُوْتًا. [کفایة من غیر اسراف]. (ترمذی. باب ماجاء فی معیشة النبی صلی الله علیه وسلم واهله. ج:۱،ص:۵۱۱)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے اللہ آلِ محمد کا رزق بقدرِ کفایت کر دے۔ (نجم)

ش۲۶،۲۷:

عَنِ الْمُغِیْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ صَلّٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰی انْتَفَخَتْ قَدَمَاهُ فَقِیْلَ

لَهُ أَتَتَكَلَّفُ هٰذَا وَقَدْ غَفَرَ اللّٰهُ لَکَ مَاتَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِکَ وَمَاتَأَخَّرَ ؟ قَالَ أَفَلَا أَكُوْنُ عَبْدًا شَكُوْرًا.
(شمائلِ ترمذی،باب ماجاء فی عبادۃرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم)

ترجمہ: حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اس قدر لمبی نفلیں پڑھتے تھے کہ آپ کے قدم مبارک ورم کر گئے تھے،صحابہ نے عرض کیا کہ آپ اس قدر مشقت برداشت کرتے ہیں حالانکہ حق تعالیٰ جل شانہ نے آپ کے اول وآخر سب گناہ بخش دیے ہیں؟ حضور نے ارشاد فرمایا (کہ حق جل شانہ نے مجھ پر اتنا انعام فرمایا ہے) تو کیا میں اس کا شکر ادا نہ کروں! (ترجمہ از خصائلِ نبوی)

ش۲۸:

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أُعْطِيْتُ خَمْسًا لَمْ يُعْطَهُنَّ اَحَدٌ قَبْلِيْ نُصِرْتُ بِالرُّعْبِ مَسِيْرَةَ شَهْرٍ .(بخاری ،کتاب التیمم ،ج:۱،ص:۴۸)

ترجمہ: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے پانچ چیزیں ایسی دی گئی ہیں جو مجھ سے پہلے کسی کو نہیں دی گئیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ میری مدد کی گئی ہے رعب کے ساتھ ایک مہینہ کی مسافت تک۔(نجم)

ش۲۹:

ثُمَّ اسْتَأْذَنَ مَلَکُ الْمَوْتِ فَقَالَ جِبْرِيْلُ يَااَحْمَدُ !هٰذَا مَلَکُ الْمَوْتِ يَسْتَأْذِنُ عَلَيْکَ وَلَمْ يَسْتَأْذِنْ عَلٰى آدمی کان قبلک وَلَا يَسْتَأْذِنُ عَلٰى آدَمِيٍّ بَعْدَکَ قَالَ: اِئْذَنْ ،فَدَخَلَ مَلَکُ الْمَوْتِ فَوَقَفَ بَيْنَ يَدَيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! يَا اَحْمَدُ! اِنَّ اللّٰهَ اَرْسَلَنِيْ اِلَيْکَ وَاَمَرَنِيْ اَنْ اُطِيْعَکَ فِيْ كُلِّ كُلِّ مَاتَأْمُرُنِيْهِ . اِنْ اَمَرْتَنِيْ اَنْ اَقْبِضَ نَفْسَکَ قَبَضْتُهَا وَاِنْ اَمَرْتَنِيْ اَنْ اَتْرُكَهَا تَرَكْتُهَا. قَالَ وَتَفْعَلُ يَامَلَکَ الْمَوْتِ. قَالَ بِذَالِکَ اُمِرْتُ اَنْ اُطِيْعَکَ فِيْ كُلِّ مَا اَمَرْتَنِيْ .فَقَالَ جِبْرِيْلُ :اِنَّ اللّٰهَ قَدِ اشْتَاقَ اِلَيْکَ .قَالَ: فَاقْضِ يَا مَلَکَ الْمَوْتِ لِمَااُمِرْتَ بِهٖ. (طبقات ابن سعد ،ج:۲،ص۲۵۹)

ترجمہ: اس کے بعد ملک الموت نے اجازت مانگی ،جبریل علیہ السلام نے عرض کیا کہ اے احمد! یہ فرشتہ اجل اجازت چاہتا ہے، آپ سے پہلے بھی اس نے کسی سے اجازت نہیں مانگی اور بعد میں بھی کسی سے اجازت نہیں لے گا۔ آپ نے فرمایا کہ اس کو آنے کی اجازت دیدو اس کے بعد ملک الموت داخل ہوا اور آپ کے سامنے کھڑا ہو گیا اور عرض کیا کہ یارسول اللہ! اللہ تعالیٰ نے مجھے آپ کے پاس بھیجا ہے اور مجھے حکم دیا ہے کہ میں آپ کے حکم کی تعمیل کروں ،اگر آپ فرمائیں تو میں آپ کی روح قبض کروں اور اگر آپ فرمادیں تو چھوڑ دوں۔آپ نے فرمایا اے ملک الموت تو اپنا کام کر۔ فرشتے نے کہا مجھے حکم ہوا ہے کہ جو آپ حکم فرمائیں میں اس کو پورا کروں، حضرت جبریل علیہ السلام نے فرمایا اللہ تعالیٰ آپ

سے ملاقات چاہتے ہیں۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ملک الموت جو تجھے حکم ہوا ہے وہ کر۔

ش۳۶:

اسماء اصحاب الشوریٰ: طلحہ، الزبیر، عبدالرحمٰن، سعد بن ابی وقاص، سعید بن زید۔

ش۴۲، ۴۳:

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ لَمَّا عُرِجَ بِیْ سَئَلْتُ رَبِّیْ اَنْ یَّجْعَلَ الْخَلِیْفَةَ مِنْ بَعْدِیْ عَلِیَّ ابْنَ اَبِیْ طَالِبٍ فَقَالَتِ الْمَلَائِکَةُ یَا مُحَمَّدُ اِنَّ اللّٰهَ یَفْعَلُ مَایَشَاءُ ، اَلْخَلِیْفَةُ مِنْ بَعْدِکَ اَبُوْبَکْرٍ. (ازالة الخفاء ، ص: ۳۰، ج: ۱)

ترجمہ: حضرت ابوھریرۃ رضی اللہ عنہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب مجھے معراج عطاء ہوئی تو میں نے اپنے رب سے درخواست کی کہ میرے بعد خلیفہ علی بن طالب کو بنائیں، فرشتوں نے جواب میں کہا اے محمد! اللہ وہی کرتے ہیں جو چاہتے ہیں، آپ کے بعد خلیفہ ابوبکر ہوں گے۔

ش۴۴:

اسمائے ازواج عبدالمطلب:

۱. فَاطِمَةُ بِنْتُ عَمْرِو بْنِ عَائِذ

۲. نُبَیْلَةُ بِنْتُ اُهَیْبٍ

۳. هَالَةُ بِنْتُ اُهَیْبٍ

۴. صَفِیَّةُ بِنْتُ جُنَیْدَبٍ

۵. لُبْنٰی بِنْتُ هَاجِرٍ

۶. مُمَنَّعَةُ بِنْتُ عَمْرِو بْنِ مَالِکٍ

اولادِ عبدالمطلب:

عبدالله ، والزبير ، و عبد مناف وهو ابو طالب.

وَکَانَ الزُّبَیْرُ اَحَدَ حُکَّامِ قُرَیْشٍ ، وَهُوَ اَسَنُّ مِنْ عَبْدِ اللّٰهِ وَمِنْ اَبِیْ طَالِبٍ ، وَاُمُّ حَکِیْمِ الْبَیْضَاءُ تَوْأَمَةُ عَبْدِ اللّٰهِ. وَعَاتِکَةُ بِنْتُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ وَبَرَّةُ بِنْتُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ وَأُمَیْمَةُ بِنْتُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ وَأَرْوٰی بِنْتُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ وَاُمُّ هٰؤُلَاءِ جَمِیْعًا فَاطِمَةُ بِنْتُ عَمْرِو بْنِ عَائِذِ بْنِ عَمْرَانَ.

وَالْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِالْمُطَّلِبِ وَاُمُّهٗ نُتَیْلَةُ بِنْتُ جَنَابِ بْنِ کُلَیْبٍ.

وَحَمْزَةُ بْنُ عَبْدِالْمُطَّلِبِ اَسَدُاللّٰهِ وَاَسَدُ رَسُوْلِهٖ وَالْمُقَوِّمُ وَیُکْنٰی اَبَابَکْرٍ ، وَحَجْلٌ وَاسْمُهٗ الْمُغِیْرَةُ وَصَفِیَّةُ وَاُمُّ هٰؤُلَاءِ هَالَةُ بِنْتُ اُهَیْبٍ.

وَالْحَارِثُ بْنُ عَبْدِالْمُطَّلِبِ وَبِهٖ كَانَ يُكْنٰى وَهُوَ اَكْبَرُ وَلَدِهٖ ،وَتُشَمُ بْنُ عَبْدِالْمُطَّلِبِ ،هَلَكَ صَغِيْرًا، وَصَفِيَّةُ بِنْتُ جُنَيْدَبٍ وَاُمُّهُمَا صَفِيَّةُ بِنْتُ جُنَيْدَبَ.

عُبْدُ الْعُزّٰى بْنُ عَبْدِالْمُطَّلِبِ وَهُوَ اَبُوْ لَهَبٍ وَاُمَّهُ لُبْنٰى بِنْتُ هَاجِرٍ

وَالْغَيْدَاقُ وَاسْمُهُ نَوْفَلُ ،اُمُّهُ مُمَنَّعَةُ بِنْتُ عَمْرِو بْنِ مَالِكٍ.(انساب القريش،ص:۸۷،۸۸،۸۹،۹۰)

ترجمہ: اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ قریش کے حاکم تھے، وہ عبداللہ اور ابوطالب سے بڑے تھے، اور ام حکیم البَیضاء، عبداللہ کی ہم بطن تھی، اور عاتکہ بنت عبدالمطلب، اور بَرَّہ بنت عبدالمطلب، اور اُمَیْمَہ بنت عبدالمطلب، اور اَرْوی بنت عبدالمطلب، اِن سب کی ماں فاطمہ بنت عمرو بن عائذ بن عمران ہیں۔

اور عباس بن عبدالمطلب، اور ان کی ماں کا نام نُتَیْلَہ بنت جناب بن کلیب ہے۔

اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ بن عبدالمطلب، اللہ اور اس کے رسول کے شیر، اور مقوّم، جن کی کنیت ابوبکر تھی، اور حجل، جن کا نام مغیرہ تھا، اور صفیہ۔ ان سب کی ماں کی نام ہالہ بنت اہیب ہے۔

اور حارث بن عبدالمطلب، اور اسی نام پر ابوطالب کی کنیت تھی اور یہ ان کے بڑے بیٹے تھے، اور تُشَم بن عبد المطلب، یہ بچپن میں فوت ہو گئے تھے، ان دونوں کی ماں کا نام صفیہ بنت جنیدب ہے۔

عبدالعزّٰی بن عبدالمطلب، یہی ابولہب ہے، اس کی ماں کا نام لُبنٰی بنت ہاجر ہے۔

اور غیداق، اور اس کا نام نوفل ہے، اور اس کی ماں کا نام مُمَنَّعَہ بنت عمرو بن مالک ہے۔ (نجم)

وَعَبْدُاللّٰهِ اَبَا رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالزُّبَيْرُ وَكَانَ شَاعِرًا شَرِيْفًا وَاِلَيْهِ اَوْصٰى عَبْدُ الْمُطَّلِبِ. (طبقات، ص:۹۳،ج:۱)

ترجمہ: اور عبداللہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے والد تھے اور عبدالمطلب نے حضرت زبیر کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصی بنایا تھا جو شریف النفس شاعر تھے۔ (نجم)

قبائل حلف الفضول: بَنُوْ هَاشِمْ ،بَنُو الْمُطَّلِبِ ،اَحْلَافُهُمْ ، بَنُوْ زُهْرَه ، بَنُوْ تَمِيْمٍ ،

وَكَانَ سَبَبُ هٰذَا الْحَلْفِ أَنَّ الزُّبَيْرَ بْنَ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ وَعَبْدَ اللّٰهِ بْنَ جَدْعَانَ وَرُؤَسَاءَ هٰذِهِ الْقَبَائِلِ اِجْتَمَعُوْا فَاحْتَلَفُوْاَنْ لَّا يَدْعُوْا اَحَدًا يَظْلِمُ بِمَكَّةَ اَحَدًا اِلَّا نَصَرُوْا الْمَظْلُوْمَ عَلَى الظَّالِمِ وَاَخَذُوْا لَهُ بِحَقِّهٖ. (المحبَّر ص:۱۶۷)للعلامه الاخبارى النَّسَّابَه ابى جعفر محمد بن حبيب ابن اُميه بن عمر والهاشمى البغدادى)

ترجمہ: اس معاہدہ (یعنی حلف الفضول) کا سبب یہ تھا کہ زبیر بن عبدالمطلب اور عبداللہ بن جدعان اور ان قبائل کے سردار ایک مکان میں جمع ہوئے اور انہوں نے معاہدہ کیا کہ مکہ میں کسی شخص کو اس طرح آزاد نہ چھوڑیں گے کہ وہ

کسی پر ظلم کرے مگر مظلوم کی امداد کریں گے اور ظالم سے مظلوم کا حق دلوائیں گے۔

ش ۴۶:

(۱) روایت کردہ است از ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کہ می گفت سوگند بخدا ے کہ فرستادہ است ترا بحق کہ اسلام ابو طالب خنک روشن کنندہ تر ست چشم مرا از اسلام وے یعنی ابو قحافہ کہ پدر من است زیرا کہ خنک کنندہ است چشم ترا۔ (مدارج، ص: ۲۹۷، ج:۱)

ترجمہ: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عرض کرتے تھے: اس خدا کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا! بے شک اگر ابو طالب اسلام قبول کر لیتے تو میری آنکھوں کو ان کی یعنی میرے والد حضرت ابو قحافہ رضی اللہ عنہ کے اسلام سے زیادہ ٹھنڈک و روشنی ملتی، کیونکہ وہ آپ کی آنکھوں کی (زیادہ) ٹھنڈک کا سبب ہوتا۔ (نجم)

(۲) اَنَّ اَبَاطَالِبٍ لَمَّاحَضَرَتْهُ الْوَفَاةُ دَخَلَ عَلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعِنْدَهُ اَبُوْجَهْلٍ فَقَالَ: اَیْ عَمِّ! قُلْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ كَلِمَةً اُحَاجُّ لَکَ بِهَاعِنْدَ اللّٰهِ. فَقَالَ اَبُوْجَهْلٍ وَعَبْدُاللّٰهِ ابْنُ اُمَيَّةَ يَا اَبَا طَالِبٍ تَرْغَبُ عَنْ مِلَّةِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَلَمْ يَزَ اِلَّا يُكَلِّمَاهُ حَتّٰى قَالَ اٰخِرَ شَیْءٍ يُكَلِّمُهُمْ بِهٖ عَلٰى مِلَّةِ عَبْدِالْمُطَّلِبِ .فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَاَسْتَغْفِرَنَّ لَکَ مَالَمْ اُنْهَ عَنْکَ فَنَزَلَتْ: ما كان للنبی الذين آمنوا ان يستغفروا للمشركين ولو كانوا اولی القربیٰ من بعد ما تبيّن لهم انّهم اصحاب الجحيم. ونزلت: اِنَّکَ لا تهدی من احببت. (بخاری ج: ۱ ص: ۵۴۸)

ترجمہ: جب ابو طالب کی وفات کا وقت آیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پاس تشریف لائے جبکہ اس کے پاس ابوجہل بھی تھا، فرمایا اے میرے چچا! صرف ایک کلمہ لا الٰہ الا اللہ پڑھ لو میں آپ کے لیے اللہ تعالی کے ہاں گواہی دوں گا۔ ابوجہل اور عبداللہ بن امیہ نے کہا اے ابو طالب! عبدالمطلب کے دین سے پیٹھ پھیر رہے ہو اور یہ دونوں مسلسل یہ بات دہراتے رہے یہاں تک کہ ابو طالب نے ان سے جو آخری بات کی وہ یہ تھی کہ عبدالمطلب کے دین پر ہوں۔ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میں آپ کے لیے اس وقت تک استغفار کرتا رہوں گا جب تک مجھے روک نہیں دیا جاتا''۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی: لائق نہیں نبی کو اور مسلمانون کو کہ بخشش چاہیں مشرکوں کی اور اگرچہ وہ ہوں قرابت والے، جب کہ کھل چکا ان پر کہ وہ ہیں دوزخ والے (التوبہ: آیت: ۱۱۳، ترجمہ شیخ الہند) اور یہ آیت نازل ہوئی: تو راہ پر نہیں لاتا جس کو چاہے (القصص: آیت: ۵۶، ترجمہ شیخ الہند)۔

ش ۴۷:

وَمَنْ ذَهَبَ اِلٰى اَنَّ النُّبُوَّةَ مُكْتَسَبَةٌ لَاتَنْقَطِعُ، أَوْ اِلٰى أَنَّ الْوَلِيَّ أَفْضَلُ مِنَ النَّبِيِّ فَهُوَ زِنْدِيْقٌ يَجِبُ قَتْلُهُ. (بحر المحيط، ص: ۲۳۶، ج:۷)

ترجمہ: جس شخص کا مذہب یہ ہو کہ نبوت کسبی شے ہے، ختم نہیں ہوئی (بلکہ جاری ہے)، یا یہ مذہب رکھتا ہو کہ

ولی نبی سے افضل ہے تو وہ زندیق ہے اس کا قتل کرنا واجب ہے۔ (نجم)

ش۵۳:

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَاقَالَ .قَاتَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَحَارِبَ خَصفةفَجَاءَ رَجُلٌ حَتّٰى قَامَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالسَّيْفِ فَقَالَ مَنْ يَّمْنَعُکَ مِنِّیْ؟فَقَالَ:اَللّٰهُ.فَسَقَطَ السَّيْفُ مِنْ يَدِهٖ فَأَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ السَّيْفَ فَقَالَ مَنْ يَّمْنَعُکَ مِنِّیْ؟قَالَ كُنْ خَيْرَ اٰخِذ، قال اَتشهد اَن لَّآ اِلٰهَ اِلَا اللّٰهُ وَاَنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ؟ قَالَ:لَا.غَيْرَ اَنِّیْ لَااُقَاتِلُکَ وَلَا اَكُوْنُ مَعَ قَوْمٍ يُقَاتِلُوْنَکَ ،فَخَلّٰى سَبِيْلَهٗ .فَجَاءَ اَصْحَابُهٗ فَقَالَ جِئْتُكُمْ مِنْ عِنْدِ خَيْرِ النَّاسِ.

ترجمہ: روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم محارب خصفہ کے مقام پر بنوغطفان سے جنگ کرنے کی غرض سے فروکش تھے (کفار مسلمانوں کی بے خبری سے موقع کی گھات میں تھے) کہ ایک کافر آیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک پر تلوار کھینچ کر کھڑا ہو گیا (حضور اس وقت ایک درخت کے نیچے آرام فرما تھے) وہ کہنے لگا آپ کو مجھ سے کون بچائے گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ! اس کے ہاتھ سے تلوار گر پڑی، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے تلوار پکڑی اور فرمایا: تمھیں مجھ سے کون بچائے گا؟ وہ کہنے لگا: (آپ تلوار کو) زیادہ بہتر طریقے سے پکڑنے والے بن جایئے۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم گواہی دیتے ہو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں اللہ کا رسول ہوں؟ وہ کہنے لگا: نہیں، لیکن میں آپ سے جنگ نہ کروں گا نہ آپ سے جنگ کا ارادہ رکھنے والی قوم کا ساتھ دوں گا، آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس کا راستہ چھوڑ دیا، وہ اپنے ساتھیوں کے پاس پہنچا اور کہا: میں بہترین انسان کی طرف سے تمھارے پاس آیا ہوں۔

ماہانہ مجلس ذکرو اصلاحی بیان
31 دسمبر 2015ء
28 جنوری 2016ء
جمعرات بعد نمازِ مغرب
دارِ بنی ہاشم
مہربان کالونی ملتان
ابن امیر شریعت
حضرت پیرجی
سید عطاء المہیمن بخاری دامت برکاتہم
(امیر مجلس احرار اسلام پاکستان)
نوٹ: ہر انگریزی ماہ کی آخری جمعرات کو بعد نمازِ مغرب مجلسِ ذکرو اصلاحی بیان ہوتا ہے
الداعی سید محمد کفیل بخاری ناظم مدرسہ معمورہ دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان 061-4511961